وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

جناب سید شاہد مہدی
سے
ملاقات و گفتگو

انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد ہر سال ربیع الاوّل کے مہینے میں تہران میں عالم اسلام کی نمایاں علمی و ثقافتی شخصیتوں کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوتا ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد و ہم آہنگی قائم کرنا رہا ہے۔

گذشتہ دور میں بھی وحدت واتحاد کی ضرورت تھی اور آج بھی ہے۔اس حقیقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہر سال کی طرح امسال بھی تقریب بین المذاہب اسلامی کی خاطر مسلمان دانشوروں کا ایک عالمی اجتماع تہران میں منعقد ہوا جس میں ہندوستان کی نمائندگی جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر سید شاہد مہدی صاحب نے کی۔

واضح رہے کہ وائس چانسلر کا عہدہ سنبھالنے سے قبل شاہد مہدی صاحب نے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے امتیازی حیثیت سے ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد تقریباً ۴ سال تک علیگڑھ اور کرکھیتر یونیورسٹیوں میں لکچرر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۶۳ء میں موصوف نے آئی .اے .ایس امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔اس کے بعد وہ حکومت بہار کے مختلف سرکاری اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ ملک کے باہر عالمی تنظیموں اور اداروں میں ہندوستان کی نمائندگی میں بسر کیا

اور ہر شعبہ میں عظیم الشان کامیابی حاصل کرتے رہے۔اقوام متحدہ میں وہ تقریباًدس سال تک نمایاں عہدے پر کام کرتے رہے اور حکومت ہند نے ان کی غیر معمولی خدمات اور ان کے بیش قیمت تجربات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مارچ ۲۰۰۰ء میں انہیں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا وائس چانسلر بنادیا گیااور سر دست وہ اس مرکزی یونیورسٹی کی تعمیر وترقی میں ہمہ تن سرگرم ہیں۔

تہران سے واپسی کے بعد فصلنامہ راہ اسلام کے ساتھ اپنی خصوصی ملاقات وگفتگو کے دوران انہوں نے بتایا کہ میں تہران میں منعقد تقریب بین المذاہب سے متعلق ایک سمینار میں شرکت کی غرض سے ایران گیا تھا جس کا موضوع محبت اہلبیت سے متعلق تھااور میری نظر میں یہ موضوع اس وجہ سے اور زیادہ اہمیت کا حامل تھا کہ تمام اسلامی فرقے محبت اہلبیت کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں۔"انہوں نے مزید فرمایا کہ میں نے اس سمینار میں "صوفیاء اور اہلبیت" کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا جس میں دلائل وشواہد کے ذریعہ اس حقیقت کی نشاندہی مقصود تھی کہ صوفیاء نے دیگر اقوام وملل کے درمیان مذہب اسلام کی تبلیغ واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور اہلبیت علیہم السلام سے اپنی غیر معمولی عقیدت ومحبت کی وجہ سے خصوصاً ہندوستان میں عزاداری کی ابتداء میں بھی ان بزرگوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا اس سے قبل بھی آپ ایران جا چکے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ "میں ۷۸-۱۹۷۷ء کے دوران ایران گیا تھا۔اس وقت کی فضا ایک بڑی تبدیلی کی نشاندہی کر رہی تھی۔اپنے مختصر قیام کے دوران میں نے دیکھا کہ تہران یونیورسٹی کے چاروں طرف مسلح فوجی تعینات ہیں اور نوجوان نسل کی آواز پر پابندی لگی

ہوئی ہے اور ان کے انقلابی خیالات اندر ہی اندر پک رہے ہیں۔ میں نے ایک سنیما گھر کے سامنے نوجوانوں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھی۔ اس سنیما گھر میں فلم ''خاک'' کی نمائش چل رہی تھی جس میں ایران کے دیہاتوں اور کسانوں کی بدحالی کا منظر پیش کیا گیا تھا اور لوگ کافی بڑی تعداد میں اس فلم کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ ایرانی نوجوانوں کے چہرے سے حکومت کے خلاف ان کے غم و غصہ کی جھلک صاف نظر آرہی تھی۔ کچھ ہی دنوں بعد فروری ۱۹۷۹ء میں امام خمینی کی قیادت میں انقلاب اسلامی انقلاب ایران نے نمودار ہوا۔

انہوں نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دو دہائی سے بھی کچھ زیادہ طویل عرصہ کے بعد جون ۲۰۰۱ء میں جب میں دوبارہ ایران پہونچا تو دیکھا کہ تہران کا ڈھانچہ کافی بڑھ گیا ہے اور اس ملک نے ہر شعبۂ حیات میں قابل ذکر و قابل توجہ کامیابی حاصل کرلی ہے۔ شاہد مہدی صاحب نے بتایا کہ چند سال پہلے اقوام متحدہ زراعتی اور غذائی تنظیم (FAO) کی ایک مبسوط رپورٹ کے مطابق ایران نے انقلاب کے بعد زراعتی پیداوار میں اور دیہی زندگی کو بہتر بنانے میں غیر معمولی ترقی کی ہے۔ یہ ایک خوش آیند بات ہے اس لئے کہ کسی بھی ملک کی فلاح اور مضبوطی کے لئے زراعت اور دیہی پروگراموں کی ترقی لازمی ہوا کرتی ہے۔ بہر حال ہندوستان کی ایک مرکزی یونیورسٹی کے خادم کی حیثیت سے تعلیمی شعبوں میں ایران نے جو غیر معمولی ترقی حامل کی ہے وہ میری دلچسپی کا خاص موضوع قرار پائی۔

ایران کے ڈپٹی وزیر تعلیم جناب خانیکی نے بتایا کہ ایران میں پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر میں اعلیٰ تعلیمی ادارے موجود ہیں اور ان اعلیٰ درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں میں خواتین کی تعداد مردوں کے تقریباً برابر ہے۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ ۹۹-۱۹۹۸ء

کے دوران یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم حاصل کرنے والوں کی کل تعداد تین لاکھ پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھی جس میں خواتین کی تعداد قابل توجہ ہے۔ پرائیویٹ یونیورسٹی میں ان کی تعداد ۵۳٪ اور سرکاری یونیورسٹیوں میں یہ تعداد ۴۵٪ تھی۔ اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں معلم و طالب علم کے درمیان ایک معلم کیلئے ۲۱ طالب علموں کی شرح تسلیم کی گئی ہے۔

اعلیٰ تعلیم کے وزیر معاون نے یہ اطلاع بھی فراہم کی کہ ایران میں ہر صوبے میں ایک یونیورسٹی کا وجود لازمی ہے اور ایران کی موجودہ نوجوان نسل تکنیکی تعلیم، زراعت، علاج و معالجہ اور انجینئرنگ کی مختلف شاخوں میں خصوصی دلچسپی رکھتی ہے اور ایران کے مجموعی قومی بجٹ کا ساڑے تین فیصد اعلیٰ تعلیم کے لئے مخصوص ہے۔

تہران پہونچنے کے بعد مجھے یہ پتہ چلا کہ اس ملک میں خواتین کی اعلیٰ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ملک کی کسی بھی یونیورسٹی میں وہ اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ تہران میں فاطمہ زہرا یونیورسٹی بھی ہے جس میں خصوصی طور پر صرف خواتین کی اعلیٰ تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس خصوصی درسگاہ میں زبان و ادب اور سماجی و سیاسی علوم کے علاوہ تکنیکی تعلیم کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔

مجموعی اعتبار سے ایران نے ہر شعبۂ حیات میں غیر معمولی ترقی حاصل کر لی ہے۔ جس روز میں ایران پہونچا وہاں عام چناؤ ہو رہے تھے۔ لوگ لمبی لمبی قطاروں میں ووٹ ڈالنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور انتہائی پر امن طریقے سے اپنی پسند کی حکومت کی تشکیل کا ارادہ رکھتے تھے۔ انقلاب کے بعد ایران کی صورتحال کافی اچھی ہو گئی ہے۔ مرکز کے ساتھ ہی ساتھ صوبائی اور علاقائی ترقی پر خصوصی زور دیا جا رہا ہے ایرانی حکومت نے

کافی حد تک آزاد ماحول فراہم کر دیا ہے چنانچہ مختلف خیالات اور حکمت عملی والے اخبارات اور اور رسائل کی اشاعت پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ ایران کے اکثر بڑے اشاعتی مراکز اور کتابوں کی دوکان تہران یونیورسٹی کے اطراف میں واقع ہیں جہاں ہر موضوع پر کتابیں دستیاب ہیں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی سختی یا پابندی نہیں نظر آئی۔ کتابیں کارل مارکس اور فرائڈ پر بھی دکھائی دیں۔ سرکاری طور پر تو ایران میں SateliteT.V نہیں ہیں۔ لیکن غیر سرکاری طور پر یقیناً موجود ہیں۔ ساری فلمیں بھی دستیاب ہیں۔ خواتین کے پردہ کے سلسلے میں کوئی زور زبردستی تو نہیں دکھائی دیتی لیکن خواتین کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنا سر ڈھکے رہیں۔

وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ شاہد مہدی صاحب نے مزید فرمایا کہ نوجوانوں سے گفتگو کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مزید آزادی چاہتے ہیں مگر اس کا واضح اظہار نہیں کرپاتے۔

ایران میں متوقع سیاسی تبدیلی کے بارے میں سوال کیا گیا تو شاہد مہدی صاحب نے زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ایران میں باہری دباؤ کے ذریعہ کسی تبدیلی کا خواب دیکھنا بے سود ہے۔ ایرانی معاشرہ کا ڈھانچہ کچھ اس طرح کا ہے کہ اس میں آہستہ آہستہ ہی کسی تبدیلی امید کی جاسکتی ہے جو ایرانی سماج کے اندر سے ہی ابھر کر سامنے آسکتی ہے۔ البتہ جو لوگ یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ایران میں انقلاب سے پہلے والی صورتحال واپس آنے والی ہے انہیں مایوسی ہوگی۔ اسلامی انقلاب سے قبل ایران میں کمال اتاترک کی پیروی میں بناوٹی مغربیت طاری کی گئی تھی جو بظاہر نابود ہو چکی ہے اور جس کی دوبارہ ترویج کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

ایران میں چند روزہ قیام کے دوران محسوس ہوا کہ ملک کے عدالتی نظام میں بھی اصلاحات ہو رہی ہیں اور عدالتی اداروں سے وابستہ افراد کی لازمی ٹریننگ و تربیت وغیرہ کا اہتمام کیا جارہا ہے جو یقیناً ایک مستحسن عمل ہے۔

ایرانی عوام باہر کی دنیا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ اطلاعات حاصل کرنا چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اکثر ملکوں کا اچھا ادب کثیر تعداد میں فارسی زبان میں موجود ہے اور یہ ادب وافر مقدار میں ایران کے بازاروں میں دستیاب ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے لیکن پچھلی صدی کے دوران خود ایران میں جو ادب پیدا ہوا ہے اس کے تراجم کم ہیں اور ایرانی ادب کو دنیا کی دیگر زبانوں میں پیش کرنے کے لئے کوئی اہم قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس سلسلے میں کوئی موثر قدم اٹھایا جائے تو دنیا ایرانی ادب کا استقبال کرے گی کیونکہ ایران کو دنیا کے ان ملکوں میں بہر حال ایک نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے جو صدیوں سے علم وادب کے علمبردار رہے ہیں۔ ایران کو اپنے ادبی اور ثقافتی سرمایہ سے خصوصی اور غیر معمولی لگاؤ رہا ہے اور ہر دور حکومت میں ادبی میراث کی حفاظت کا اہتمام بدرجۂ اتم دکھائی دیتا ہے شائد یہی وجہ ہے کہ آستانۂ قدس رضویہ، مشہد کی لائبریری کو دنیا کی عظیم لائبریریوں کے درمیان ایک مثالی حیثیت حاصل رہی ہے اور پرانے مخطوطوں کی حفاظت کی جدید ترین تکنیک اسی لائبریری میں دکھائی دیتی ہے۔

فارسی زبان وادب کے سلسلے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں شاہد مہدی صاحب نے فرمایا کہ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ فارسی ادب انسان دوستی پر مشتمل ہے اور دنیا کے جملہ علوم وفنون اور ادیان ومذاہب پر فارسی زبان میں بیش قیمت

سرمایہ موجود ہے۔ سعدی کی انسان دوستی کا پیغام اقوام متحدہ کے صدر دروازہ پر اکندہ ہے اور حافظ کا پیغام عشق آج بھی زبان زد خاص وعام ہے۔ لیکن سردست ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں فارسی روبہ زوال ہے اور اگر خاص توجہ نہ دی گئی تو اس کا تدریجی زوال یقینی ہے۔ لہٰذا اگر ہندوستان میں فارسی زبان وادب کی بقا مقصود ہے تو دونوں ملکوں کے درمیان عملی ثقافتی تعاون میں اضافہ کی ضرورت ہے۔

اپنی گفتگو کے آخری حصہ میں شاہد مہدی صاحب نے صدر جمہوریہ اسلامی ایران حجت الاسلام سید محمد خاتمی کی اس تجویز کی بھرپور تائید وستائش کی جس میں انہوں نے عالمی تہذیبوں کے درمیان مذاکرہ وگفتگو کی بات کہی ہے اور تباہی کے کگار پر کھڑی ہوئی دنیائے بشریت کو بات چیت کے ذریعہ مسائل کا حل تلاش کرنے کی تلقین کی ہے۔ درحقیقت ان کی یہ تجویز Huntington کے اس کلیہ کا بہترین جواب ہے جس میں اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ دنیا کی تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ کی صورتحال پائی جاتی ہے اور ان کے درمیان قربت ونزدیکی کا امکان کم ہے۔

☆☆☆